ادبیات

رکشا کا مزدور

از جناب احسان دانش صاحب

دہلی میں شبابوں پہ تھا سردی کا زمانہ
ہونٹوں پہ فضاؤں کے تھا یخ بستہ فسانہ
بیمار خرامی سے گذرتی تھیں ہوائیں
ٹھٹھرے ہوئے ہونٹوں میں الجھتی تھیں صدائیں
ہر شاخ گریبان میں منہ ڈھانپ رہی تھی
چلتی ہوئی رستوں میں ہوا کانپ رہی تھی
بے ربط ہی تھا بربطِ فطرت کا ترانا
محسوس یہ ہوتا تھا کہ گونگا ہے زمانہ
ویراں تھیں ابھی شہر کی سہمی ہوئی راہیں
پالے میں ٹھٹکتی ہوئی بڑھتی تھیں نگاہیں
پھولوں کی طرح پتے بھی مرجھائے ہوئے تھے
کلیوں کے چمن زار میں منہ آئے ہوئے تھے
سمٹے ہوئے ذرات تھے سردی کے اثر سے
آتی تھی خنک آنچ ہر اک راہ گذر سے
اس سرد جہنم کی غضبناک فضا میں
ہوتی تھی مجھے دھار سی محسوس ہوا میں

(۲)

بیگار کسی رکشہ میں اک مردِ توانا
تشبیب پہ تھا جس کی امارت کا زمانہ
غالب یہ گماں ہے کہ رسالے کا جواں تھا
جمنا کی طرف شہر کی جانب سے رواں تھا
بے نور جبیں، توم فروشانہ نگاہیں
تکفیر میں پہنچی ہوئی ایمان کی راہیں
بشرے سے شقاوت کے علامات نمایاں
برباد شدہ عمر کے حالات نمایاں
ہر سانس میں ناپاک تعیش کی نفیری
اعلان سا کرتی ہوئی آلودہ ضمیری

کہرے میں صداقت کے شجر کھوئے ہوئے سے
محرابِ شرافت کے دیئے سوئے ہوئے سے

اس بارِ تمدن کو قلی کھینچ رہا تھا
یہ جبر یہ اندوہ غریبی کی سزا تھا

تقدیر کے بوتے پہ قدم بڑھتے تھے آگے
جیسے کوئی گھبرایا ہوا ریت میں بھاگے

پچکے ہوئے چہرے پہ دہکتی ہوئی آنکھیں
عقبیٰ کے حسیں خواب کو تکتی ہوئی آنکھیں

شدت سے مشقت کی بدن کانپ رہا تھا
سہمے ہوئے آہو کی طرح ہانپ رہا تھا

سوئی ہوئی تقدیر کے جاگے ہوئے ادبار
چڑھتی ہوئی سانسوں سے اترتے ہوئے رخسار

یہ تیز روی اور بھلا جسم پہ قابو؟
تھرائے ہوئے پاؤں تھے لرزے ہوئے بازو

جاگا ہوا سردی کی ہواؤں سے رواں تھا
تیورائی نگاہوں میں کلیجے کا دھواں تھا

چپ چاپ تھا زندانِ عناصر کا یہ قیدی
ہونٹوں پہ سیاہی سی تھی باچھوں پہ سفیدی

اب تک ہے نگاہوں میں وہ تصویرِ جنوں خیز
کیوں خاک میں ملتا نہیں تاجِ سرِ پرویز

یہ صبحِ درخشاں پہ سیاہ رات کا پہرا
کاشانۂ تنویر پہ ظلمات کا پہرا

اک موجِ صبا اور بڑھے سیلِ اجل پر!
پتھر کا شرر ہنس کے جلے، برقِ عمل پر!

مٹی کا دیا انجم و مہتاب سے کھیلے!
مرقد کا سکوں شورشِ سیلاب سے کھیلے!

فولاد پہ شاخوں کی لچک رعب جمائے
کہسار کو اک کاہ اشاروں پہ چلائے!

فرعون پجے معبدِ انصاف کے اندر
اک جوئے تنک ظرف سے کترائے سمندر

ہو جب لبِ عالم پہ محبت کا فسانہ
انسان سے چوپاؤں کا لے کام زمانہ

یہ ظلم کسی طور روا ہو نہیں سکتا
زنہار یہ منشائے خدا ہو نہیں سکتا